وطن سے میرے بھائی کا خط

جمیل عثمان

مرے بھائی کا اک خط آج میرے نام آیا ہے
وہ لکھتا ہے کہ بھیا،
تم تو اب پردیس جا کر بس گئے ہو
وطن کی یاد اب تم کو کبھی آتی نہیں ہو گی
وہاں کے عیش و عشرت میں بھلا بیٹھے ہو ہم سب کو
کبھی دو چار سالوں میں تم آ جاتے ہو ملنے کو
مگر جو ساتھ رہنے میں مزہ تھا اے مرے بھائی
تمھارے مختصر دوروں میں وہ راحت نہیں آئی
بہت سارے خوشی اور غم کے لمحے آئے اس گھر میں
مگر افسوس تم شرکت نہ کر پائے کسی میں بھی
کسی بچے کی پیدائش ہو یا اس کا عقیقہ ہو
کسی کی منگنی ہو ، شادی ہو یا کوئی ولیمہ ہو
کوئی بیمار ہو جائے ، کسی کو موت آ جائے
خوشی اور غم کا کوئی بھی ہو موقعہ ، تم نہیں آئے
تمہاری یاد میں اتاں تڑپ کر چل بسیں آخر
تم ابا کے جنازے کو بھی کندھا دے نہیں پائے

حقیقت اب یہی ہے کرۂ ارضی کے کے اک کونے پہ ہم ہیں
دوسرے پر تم
تمھارے آنے کے وقفوں میں اب
سال بہ سال
اضافہ ہوتا جا رہا ہے
بہت جلدی وہ دن آئے گا جب ہم تم نہیں ہوں گے
تمہارے پوتوں پڑپوتوں سے جب پوچھے گا کوئی
کہ پاکستان میں کوئی تمھارا اپنے رہتا ہے؟
تو شاید وہ کہیں گے ہاں
ہمارے دور کے دو چار رشتہ دار رہتے ہیں
مرے دادا کے چھوٹے بھائی تھے کوئی
انھی کی نسل سے کچھ لوگ رہتے ہیں کراچی میں
مگر کیا نام ہیں ان کے
وہ کس نگری میں رہتے ہیں
ہمیں کچھ بھی نہیں معلوم

--